قابلِ رشک

حیات و شہادت

مولانا فضل الرحمٰن : امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ علمی حلقوں میں ہمیشہ سے منفرد شخصیت کے طور پر پہچانے جاتے رہے، جب میں ملتان میں طالب علم تھا اس وقت حضرت مولانا کے اسم گرامی سے واقفیت ہوئی۔ ان کی علمی شخصیت نے مجھے اس وقت زیادہ متاثر کیا، جب میں نے ان کی ایک تصنیف ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' پڑھی۔ غالباً اس وقت اس کی ایک دو جلدیں سامنے آئی تھیں اور مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک خاص جذبہ اور ولولہ سے اس کا آغاز کیا اور اختتام تک اسی شوق وذوق اور ولولہ سے پڑھتا رہا، اس کتاب کے مطالعہ سے مجھے ان کے علمی مقام اور ان کی علمی حیثیت کا صحیح معنوں میں اندازہ ہوا۔ بعض دفعہ جب کراچی آنا ہوتا تھا تو حضرت مولانا کے پاس شرف باریابی بھی حاصل ہوتا رہا۔

بعض اوقات حضرت ماہنامہ بینات کے دفتر میں خود بھی بلا لیا کرتے تھے۔ آپؒ اتنی محبت سے میرا اکرام کرتے تھے کہ میں حیران ہوتا تھا، حالانکہ عمروں میں بہت فرق تھا، ان کے مقابلے میں، میں بہت چھوٹا تھا،

گزشتہ چند سالوں میں تو نہایت ہی قرب اور محبت کا تعلق ہو گیا تھا حتیٰ کہ کراچی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں، میں جب بھی آتا تھا تو حضرتؒ کی خدمت میں حاضری ہوتی تھی۔ جس ماحول میں وہ بیٹھتے تھے اس سے خود ہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کس قدر

علمی ذوق رکھتے تھے۔ میں ایک عرصہ سے بینات میں ان کے مضامین پڑھتا آرہا ہوں۔ ان کے مضامین کی ایک ایک سطر پڑھنے سے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے آدمی علم کے سمندر میں غوطہ زن ہو۔

گزشتہ سے پیوستہ سال میں ان کے ساتھ حج میں تھا، ہم منیٰ، عرفات میں اکٹھے رہے، اور وہاں کئی روز مسلسل میں نے ان کی کئی مجالس سے استفادہ کیا۔ انہوں نے عرفات کے میدان میں ایک روحانی نسبت سے مجھے نوازا اور یہ ان کی طرف سے بھرپور اعتماد کا اظہار تھا بلکہ میں اپنے آپ کو کبھی بھی اس قابل نہیں سمجھتا، یہ ان کا کرم اور محبت تھی کہ انہوں نے ایک روحانی نسبت سے مجھ جیسے عاجز کو نوازا۔

میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ حضرت ہم سے اس طرح بہت جلدی جدا ہوں جائیں گے اور ایک المناک واقعہ کے حوالے سے ہمیں داغِ مفارقت دے جائیں گے اور شہادت کی وجہ سے ہمارے درمیان جدائی اور فصل واقع ہوگا۔

بہرحال اب وہ شہادت کے عظیم الشان منصب پر فائز ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بڑی عظمت سے نوازا۔ ان کی زندگی بھی مبارک تھی اور ان کی موت بھی قابل رشک ہے، بلاشبہ وہ ''طبت حیاً و میتاً'' کا مصداق ہیں۔ اللہ پاک ان کی زندگی اور ان کی علمی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ ابھی چند دن پہلے ہی مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی وفات پر انہوں نے جو تعزیتی مضمون لکھا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ کسی علمی شخصیت کا اگر حق ادا کیا جاسکتا ہے تو مولانا شہیدؒ کے مضمون نے ادا کیا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے ان کے بعض مکتوبات میرے مطالعہ سے گزرے ہیں، ان سے ان کے نفیس علمی، عملی اور محبت الٰہیہ کے ذوق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی لو تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو محبت تھی، اور اس میں ایک علمی ذوق چھلک رہا ہے۔ ظاہر ہے وہ آج ہم میں نہیں، لیکن رہتی دنیا تک آنے والی نسلیں ان کے علوم سے استفادہ کرتی رہیں گی، سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اتنے کام کئے ہیں اور اتنی حسنات چھوڑی ہیں کہ انشاءاللہ قیامت تک وہ ان کے لئے صدقہ جاریہ ہوں گی۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی لحد مبارک کو رحمتوں سے بھرے اور اس وقت جو ان کے علمی ذخائر ہیں اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ فرمائے اور ہم لوگوں کو ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔